(۱) تقدیر کا چکر (۲) دل بہلاوے (۳) جادو کی بوتل (۴) پریوں کا ڈبہ
(۵) بونا دیو (۶) سر سید احمد (۷) عقلمند مینا (۸) درختوں کا بادشاہ
(۹) آپ بیتیاں (۱۰) انوکھی مجلس (۱۱) موتیوں کی لڑیاں (۱۲) گھنٹیوں کی آواز

دلچسپ کہانیوں کی یہ بارہ اور بہت سی دوسری خوبصورت کتابیں حاصل کرنے کے لئے آپ ایک آنہ لائبریری کے ممبر بن جائیے! ور ہر ماہ بتیس صفحوں کی ایک باتصویر کتاب گھر بیٹھے حاصل کرتے رہیئے ایک سال کے بعد یہ تمام کتابیں آپ کی الماری میں جمع ہوکر ایک چھوٹی سی لائبریری کی بنیاد ڈال دیں گی۔ ان کتابوں کی کہانیاں اتنی دلچسپ ہیں کہ ایک بار شروع کرکے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔

ڈاک سے کتابیں منگوانا پسند ہو تو دو روپے چار آنے اگر خود آکر ماہ بماہ دفتر سے لینا منظور ہو تو صرف ایک روپیہ بارہ آنے روانہ کیجئے۔ یہ چندہ ہر صورت میں پیشگی آنا ضروری ہے۔ جو بچے ممبر نہ بنیں گے انہیں یہ اور تمام دوسری کتابیں تین آنے فی جلد کے حساب سے ملیں گی اور ڈاک کا خرچ بھی ان کے ذمہ ہوگا۔ ہر کتاب میں ۳۲ صفحے ہوں گے اور نئی کتاب کا رنگ نیا ہوگا۔

68

دفتر ایک آنہ لائبریری ۱۵ بیڈن روڈ لاہور

سیٹ ۳ — جلد نمبر ۳۹
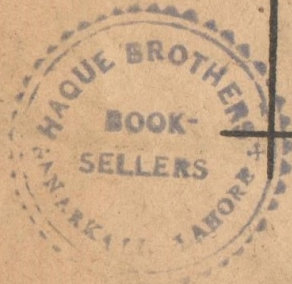
از ایم عنایت



فہرست مضامین



بار دوم — ۱۹۴۸ء — قیمت ۴ر

پیارے بچو!

تسلیم۔ اپنی جسمانی حالت کو بہتر اور مضبوط بنانے کے لئے
جہاں آپ اعلےٰ درجہ کے کھانے اور عمدہ قسم کے پھلوں پر خرچ
کرتے ہیں وہاں اپنی دماغی طاقت کو بڑھانے کا بھی خیال رکھئے
دُنیا کے تمام بڑے لوگ کتابیں پڑھنے کی وجہ سے ہی بلند مرتبہ
کو پہنچے پس اگر آپ بھی دُنیا میں اُونچا درجہ حاصل کرنا چاہتے
ہیں تو فرصت کے وقت نئی نئی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔ اس
مطلب کے لئے ہماری فہرست مُفت منگائیے۔

## شرائط ممبری

۱۔ ہر بچہ مبلغ تین روپے بھیج کر لائبریری کا ممبر بن سکتا ہے۔
۲۔ ہر بچے کو سالِ رواں کی بارہ کتابیں بھیجی جاتی ہیں خواہ وہ
سال کے کسی مہینے میں ممبر بنے۔
۳۔ ممبر بننے کی صورت میں کتابیں ماہوار روانہ کی جاتی ہیں۔ مینجر



# جادُو کی بوتل

مادھو ایک غریب کسان تھا۔ اس کے پاس اِتنی
بھی زمین نہ تھی جو اس کے گذارے کے لئے کافی
ہوتی۔ اِسی لئے وہ ایک اور زمیندار کی زمین اجارے
پر لے کر کھیتی باڑی کیا کرتا مگر اس کے باوجود اسے
اس قدر کم آمدنی ہوتی کہ مُشکل سے اپنے بیوی بچوں
کا پیٹ پالتا۔

ایک بار قحط پڑا۔ فصلوں کو ٹڈی کھا گئی۔
مُرغیاں بیماری سے مر گئیں۔ مویشیوں کے لئے چارے
کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور لوگ اُنہیں مُفت

دینے کو تیار ہو گئے۔ مادھو نے سوچا اگر میں نے اپنی گائے مفت دے دی تو زمین کا لگان کیسے ادا کروں گا۔ اور بیوی بچے کیا کھائیں گے۔ بہتر ہے کہ میں اسے دور کسی علاقے میں بیچ آؤں۔ یہ سوچ کر اس نے اپنی بیوی سے کہا "میں کل صبح گائے فروخت کرنے جاؤں گا میرے لئے کچھ ستو تیار کر دو تاکہ راستے میں جہاں بھوک لگے پیٹ بھر سکوں"۔

یہ سن کر بیوی نے تمام برتن ڈھونڈے مگر کسی میں سے کچھ نہ نکلا۔ آخر اس کا ہاتھ ایک ٹوٹے ہوئے گھڑے میں جا پڑا۔ اتفاق سے اس میں کچھ جَو پڑے تھے اور اب تک کسی کے ہاتھ نہ لگے تھے۔ بیوی نے انہیں باہر نکالا اور چھاج سے بچھوڑ کر اوکھلی میں کوٹا۔ جب اوپر کا چھلکا الگ ہو گیا تو بھٹی میں بھنوا کر پیس دیا۔

دوسرے دن مادھو نے ستو ایک کپڑے میں



باندھ کر کندھے پر ڈالے اور گائے کا رسہ ہاتھ میں لے کر گھر سے چل کھڑا ہوا۔ چلتے چلتے دور نکل گیا۔ یہاں تک کہ میدانی راستہ ختم ہو گیا اور وہ اونچی نیچی پہاڑیوں پر سے چلنے لگا۔ جب تھک گیا تو گائے کو ایک درخت سے باندھ کر بیٹھ گیا۔ قریب ہی ایک چشمہ تھا۔ پانی پیا اور کپڑے میں سے ستو نکال کر پھانکنے لگا۔ پیٹ بھر گیا تو باقی ستو پھر باندھ لئے اور ان پر سر رکھ کر ذرا کی ذرا لیٹ گیا۔ تھکا ہوا تو تھا ہی تھوڑی دیر بعد نیند نے آگھیرا۔

جب آنکھ کھلی تو رات کا وقت تھا اور رات بھی کافی گذر چکی تھی۔ چاند کی پھیکی پھیکی روشنی میں اسے اپنی گائے، چشمے کا پانی اور آس پاس کی جھاڑیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ دور اور بہت دور گیدڑوں کی ہوک سنائی دے رہی تھی۔ سامنے درختوں کے گھنے جھنڈ میں الو اپنی خوفناک چیخوں سے گونج پیدا

مادھو حیران تھا کہ اب کیا کرے

کر رہا تھا۔ مادھو حیران تھا کہ اب کیا کرے۔ اِتنے
میں اس نے ایک دھندلا سا سایہ اپنی طرف آتے
دیکھا۔ قریب پہنچنے تک یہ زیادہ سیاہ ہو گیا اور بالکل
قریب آنے پر ایسا معلوم ہُوا کہ کوئی مسافر ہے جو رات
کے اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا چلا آ رہا ہے۔ مادھو
سمجھا ایسا نہ ہو یہ کوئی چور یا ڈاکو ہو اور مجھ سے میری
گائے چھیننے آیا ہو۔ یہ سوچ کر اس نے اپنی لاٹھی



مضبوطی سے تھام لی اور مقابلہ کے لئے تیار ہو بیٹھا۔
اجنبی نے قریب آ کر کہا۔ "آداب عرض مادھو"۔
"آداب عرض" مادھو نے جواب دیا مگر اپنا نام
سُن کر اس کی حیرانی بہت بڑھ گئی اور اس کا دل
دھک دھک کرنے لگا۔ "کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟"
مادھو نے اجنبی سے پُوچھا۔
"کیوں نہیں۔ اجنبی نے جواب دیا۔ مَیں آپ کو
اچھّی طرح سے جانتا ہوں۔ کہئے کہاں کا ارادہ ہے"؟
مادھو بولا۔ "گائے بیچنے چلا ہوں"۔
"اخّاہ۔ اجنبی نے کہا۔ گائے بیچنا چاہتے ہو؟"
لاؤ میرے ہاتھ فروخت کر دو"۔
"کیا دو گے؟" مادھو نے پُوچھا۔
اجنبی نے اپنی جیبیں ٹٹولیں اور ایک چھوٹی سی
بوتل نکال کر کہا "یہ"۔
مادھو ہنس پڑا۔ "یہ" اس نے بوتل کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے کہا۔ یہ اور اس گائے کے بدلے۔ ہاہاہا"۔

اجنبی خاموش رہا۔ پھر بولا" یہ جسے آپ ایک معمولی بوتل سمجھتے ہیں بڑے کام کی چیز ہے۔ گائے تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں"۔

مادھو نے حقارت سے بوتل کی طرف دیکھا اور دل میں کہا۔ "کیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک آنے کی ہوگی"۔

اجنبی بولا" اس کی ظاہری صورت پر نہ جاؤ۔ اس کے گُن معلوم ہوں گے تو قدر کروگے"۔

مادھو سوچ میں پڑ گیا" بوتل کے گُن۔ اس نے اپنے دل میں کہا۔ بوتل کے گُن کیا ہو سکتے ہیں۔ یہی کہ اس میں سرکہ یا تیل ڈال لیا جائے۔ بس اور کیا"۔

اجنبی نے کہا" معلوم ہوتا ہے آپ اس سودے کو مہنگا خیال کرتے ہیں۔ لیکن سچ پوچھو تو گائے کی قیمت اس کے پاسنگ بھی نہیں"۔



مادھو بولا" آپ کا خیال غلط ہے۔ بوتل لے کر میں کیا کروں گا۔ لگان کیسے ادا کروں گا۔ بیوی بچّوں کو کیا کھلاؤں گا"

اجنبی نے کہا" یہی تو آپ سمجھ نہیں سکتے۔ یہ بوتل آپ کو امیر بنا دے گی اور آپ اپنی زندگی آرام سے بسر کریں گے"۔

مادھو گہری سوچ میں پڑ گیا" بوتل مجھے امیر بنا دے گی اس نے اپنے دل میں کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کانچ کی ایک معمولی بوتل مجھے کیسے امیر بنا سکتی ہے"۔

اجنبی نے کہا" بدقسمت نہ بنو۔ اس وقت امیر بننا یا غریب رہنا آپ کے اختیار میں ہے۔ لیکن اگر آپ نے یہ سودا نہ کیا تو تمام عمر پچھتانا اور بھوکوں مرنا پڑے گا"۔

مادھو نے پوچھا" اس میں ایسی کیا خوبی ہے"؟

اجنبی بولا" اس کی خوبی تمہیں گھر جا کر معلوم ہوگی۔ اس سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ آپ کو اس وقت بتاؤں گا جب سودا طے ہو چکے گا"۔

مادھو رضامند ہو گیا اور بوتل لے کر گائے کی رسّی

اس کے حوالے کر دی۔ اجنبی نے کہا "سنو۔ اس بوتل سے کام لینے کا طریقہ یہ ہے کہ صاف ستھرے گھر میں ایک دسترخوان بچھا کر بوتل کو اس پر رکھ دینا اور کہنا "بوتل اپنا کام کرو"۔

یہ کہتے ہی اجنبی گائے کو لے کر چل پڑا۔ اور کہا "آداب عرض"۔

مادھو نے اس کا جواب دیا اور پیٹھ موڑ کر دوسری طرف چلنے لگا۔ کچھ دور چل کر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اجنبی غائب تھا اور گائے کا بھی کہیں پتا نہ تھا۔ اب تو وہ بہت گھبرایا۔ سوچنے لگا اگر اس بوتل نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا تو میری بیوی کیا کہے گی۔ لگان کی رقم کہاں سے ادا کروں گا۔ ہم کیا کھائیں گے۔ غرض اس قسم کے بیسوں خیالات اس کے دماغ میں آئے اور چلے گئے۔ اب یہ واپس بھی نہیں کی جا سکتی۔ اس نے اپنے دل میں کہا۔ خدا جانے وہ شخص کون تھا اور کہاں کا رہنے والا



تھا۔ افسوس مَیں نے اس کا پتا بھی نہ پوچھا۔ کبھی سوچتا اگر اس کی بات سچ نکلی اور اس بوتل نے مجھے امیر بنا دیا تو میری زندگی کتنی اچھی ہو گی۔ مَیں زمیندار سے بھی بڑھ جاؤں گا۔ اور اس شان سے رہوں گا کہ اسے میرے پاس آنے کی ضرورت پڑے گی۔ لیکن پھر خیال آتا یہ کیسے ممکن ہے بوتل مجھے کیونکر امیر بنا سکتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ اس نے گائے لینے کے لئے یہ سب باتیں بنائی ہوں اور یہ بوتل ایک معمولی چیز ہو"۔

مادھو اسی طرح اپنے آپ سے باتیں کرتا ہُوا گھر پہنچ گیا۔ بیوی نے جو اپنے خاوند کو دروازے میں سے اندر آتے دیکھا۔ اٹھ کر لینے گئی اور کہا "اتنی جلدی۔ ابھی کل ہی تو گئے تھے۔ آج واپس بھی آ گئے"۔

مادھو بولا "اور کیا کرتا۔ گائے کا سودا راستے ہی میں ہو گیا"۔ یہ سن کر بیوی کا رنگ خوشی کے مارے سُرخ ہو گیا اور بولی "کتنے کو بِکی؟"

مادھو نے اپنی جیب میں سے بوتل نکال کر سامنے
رکھ دی اور کہا "اتنے کو"۔

"یہ کیا؟ اس کی بیوی نے حیران ہو کر پوچھا۔ گائے
کو بوتل کے بدلے دے آئے ہو؟"

مادھو بولا "ہاں اسی بوتل کے بدلے بیچ دی ہے"۔

بیوی جل بھن کوئلہ ہو گئی اور کہا "مردوے اتنا تو
دیکھ لیتا کہ گائے کے مقابلے میں بوتل کی کیا قیمت ہے"۔

مادھو نے کہا "گھبراؤ نہیں۔ یہ بوتل ہمیں امیر بنا
دے گی"۔

بیوی نے اپنے سر پر دوہتڑ مار کر کہا "سچ کہتے
ہیں بوڑھے آدمی کے دماغ میں عقل نہیں رہتی"۔

مادھو نے کہا "تم میری تو سنتی نہیں اپنی ہی ہانک
رہی ہو"۔

بیوی بولی "سنوں کیا خاک۔ تم میں تو بچوں جتنی
بھی عقل نہیں۔ یہ چار کوڑی کی بوتل......



یہ کہہ کر اس نے بوتل ہاتھ میں اٹھا لی اور فرش پر
پٹخنے کو تھی کہ مادھو نے آگے بڑھ کر پکڑ لی اور ایک طرف
رکھ دی۔

"اچھا ٹھہرو۔ مادھو نے اپنی بیوی سے کہا۔ تم
جب اس کا کام اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گی تو مان
جاؤ گی"۔

یہ کہہ کر اس نے کمرے کو صاف کرنا شروع کیا۔
پھر ایک دھلا ہوا دسترخوان لایا اور اسے بوریے پر
بچھا کر بوتل اس پر رکھ دی۔ اور کہا "بوتل اپنا کام کرو"۔

کہنے کی دیر تھی کہ بوتل میں سے دھواں نکلنا شروع
ہوا۔ اور اسی دھوئیں میں دو انسانی صورتیں نظر آئیں۔
انہوں نے تمام دسترخوان پر سونے چاندی کے برتنوں
میں کھانا چن دیا اور غائب ہو گئیں۔

بیوی جو غصہ میں بھری ایک طرف کھڑی تھی۔
پہلے پہل یہ سمجھی کہ یہ سب کچھ شاید میرا سر چکرانے کا نتیجہ ہے۔

مگر جب مادھو نے کہا "دیکھتی ہو بوتل کی کرامات کیسے عمدہ اور قیمتی برتنوں میں کھانا آیا ہے"۔ تو اس کی آنکھیں کھلیں اور اُس نے آگے بڑھ کر برتنوں کو چھوا۔ جب اُسے پوری طرح سے یقین ہو گیا کہ یہ برتن واقعی سونے چاندی کے ہیں تو وہ خوشی سے پھولی نہ سمائی اور اپنی لعنت ملامت کے لئے معافی مانگنے لگی۔

مادھو نے کہا "گئی گذری بات کا کیا ذکر۔ آؤ اب ہم کھانا کھائیں۔ دونوں نے اکھٹے بیٹھ کر کھانا کھایا اور اس انتظار میں رہے کہ شاید کوئی برتن اٹھانے بھی آئے گا۔ مگر جب بہت دیر تک کوئی نہ آیا تو وہ خوشی کے مارے ناچنے لگے۔ برتن صاف کر کے ایک طرف رکھے اور بوتل کو بڑی احتیاط سے ایک صندوق میں بند کر دیا۔

چند ہی روز میں مادھو کی کایا پلٹ گئی۔ پہننے کو عمدہ اور قیمتی کپڑے، سواری کو گھوڑا، رہنے کو عالیشان مکان،



کھانے کو اچھے اچھے کھانے۔ غرض یہ کہ امیروں کی سی زندگی بسر کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر زمیندار کو شک ہوا کہ اسے کہیں سے خزانہ مل گیا ہے۔ ممکن ہے وہ میرے ہی کھیتوں میں سے ملا ہو۔ یہ سوچ کر وہ اس کے پاس آیا اور پوچھا "اتنی دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی؟"۔

مادھو نے بات چھپانے کی کوشش کی مگر زمیندار سختی پر اتر آیا اور کہا۔ اگر تم ٹھیک ٹھیک نہیں بتاؤ گے تو پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ یہ تمام دولت اتنی جلد تمہارے گھر میں کیسے جمع ہو گئی!

یہ سُن کر مادھو گھبرایا اور بوتل کا قصہ بیان کر دیا۔

تمام واقعہ سُن کر زمیندار نے کہا "لاؤ وہ بوتل مجھے بھی دکھاؤ۔ مادھو غریب اندر گیا اور بوتل اٹھا لایا۔

زمیندار نے کہا "اوہ۔ یہ بوتل۔ یہ تو میں نے اپنے کھیت میں چھپا رکھی تھی۔ تم کیسے نکال لائے"۔

مادھو بولا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ تو میں اپنی

گائے دے کر لایا ہوں۔ وہ کوئی اور ہوگی۔"
خوب۔ زمیندار نے کہا۔ چوری اور سینہ زوری۔
دیتے ہو یا جیل کی ہوا کھانے کو جی چاہتا ہے۔"

جیل کا نام سن کر مادھو بہت ڈرا اور اس نے بوتل
زمیندار کے حوالے کر دی۔

مادھو کے پاس کافی دولت تھی مگر کب تک۔ دو تین
سال کے بعد وہ پھر ایسا ہی غریب ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا
اب اس نے ایک اور گائے لی اور اسی پہاڑی کی
طرف چلا۔ جب ٹھیک اس چشمے کے پاس پہنچا تو گائے
کو درخت سے باندھ دیا اور آپ انتظار کرنے لگا۔ کافی
رات گئے وہی شخص پھر نظر آیا۔ اس نے پوچھا "کہو مادھو
اب تم امیر بن گئے ہو نا؟"

مادھو نے رو کر جواب دیا "وہ بوتل تو مجھ سے چھن
گئی تھی"۔

"کیسے؟" اجنبی نے حیران ہو کر پوچھا۔



اس پر مادھو نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اور
رو رو کر کہا اگر آپ کے پاس اس قسم کی کوئی اور بوتل ہو
تو میری دوسری گائے کے بدلے دے دیجئے۔

اس نے کہا "بوتل تو ہے لیکن یہ آخری ہے۔ اور
اس کے بعد تمہیں اور نہ مل سکے گی۔

مادھو یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اور گائے دے کر
بوتل لے آیا۔ گھر آ کر بیوی سے کہا "یہ دیکھو ہمیں نئی
بوتل مل گئی ہے۔ جلدی سے گھر کی صفائی کرو۔ اور
دسترخوان بچھاؤ۔"

مادھو کی بیوی نے جلد جلد جھاڑو دیا۔ کونے اور
دیواریں صاف کیں۔ پھر ایک عمدہ سا دسترخوان بچھا کر
کہا "لو بوتل اس پر رکھ دو"۔

مادھو نے بوتل دسترخوان پر رکھ دی۔ اور کہا
"بوتل اپنا کام کرو"۔ کہنے کی دیر تھی کہ بوتل میں سے
دھواں نکلا اور اس میں سے دو مضبوط جوان ہاتھوں

میں موگریاں لئے ظاہر ہوئے۔ اُنہوں نے میاں بیوی
کی خوب دُرگت بنائی۔ جب کافی مار کھا چکے تو مادھو
نے کہا۔" یہ کیسا واہیات کام ہے اسے بند کرو"۔ دونوں
نوجوان اسی وقت بوتل میں غائب ہو گئے۔

مار کھا کر مادھو اور اس کی بیوی دیر تک ہائے ہائے
کرتے رہے۔ کئی گھنٹے بعد جب ان کی حالت درست
ہوئی تو بیوی بوتل اٹھا کر توڑنے لگی۔

مادھو بولا۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ ابھی اس سے کام لینا ہے
یہ کہہ کر بوتل اس کے ہاتھ سے لے لی اور سوچنے لگا کہ
زمیندار کے گھر کب چلنا چاہیئے۔

ایک دن جب زمیندار نے اپنے دوستوں کی دعوت
کی ہوئی تھی وہ بوتل لے کر وہاں جا پہنچا اور کہا۔ یہ دیکھئے
میں ایک اور بوتل لے آیا ہوں۔ زمیندار بولا۔" اس کا کام
دکھاؤ" مادھو نے بوتل میز پر رکھ کر کہا" بوتل اپنا کام کرو"
۔ کہتے ہی وہ میز کے نیچے چھپ گیا۔ اُسی وقت بوتل میں



سے دو جوان موگریاں لئے ہوئے نکلے اور ان لوگوں پر
جو وہاں موجود تھے برسانی شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی
دیر بعد زمیندار چلّایا۔" مادھو خُدا کے لئے اس مُصیبت
سے بچاؤ۔ مادھو بولا۔" یہ اسی وقت ہو گا جب تم میری
پہلی بوتل مجھے دے دو گے"۔ زمیندار بولا۔" الماری
میں رکھی ہے اٹھا لو"۔ مادھو نے آگے بڑھ کر بوتل
اٹھا لی۔ اور کہا۔" بس کرو۔ اب کام ختم ہو چکا ہے"۔
دونوں جوان اسی وقت غائب ہو گئے۔ مادھو اپنی
دونوں بوتلیں لے کر خوش خوش گھر آ گیا اور اپنی زندگی
آرام سے بسر کرنے لگا۔

# بولتی چڑیا

عرصہ گذرا کسی چینی کے پاس ایک چھوٹی سی چڑیا
تھی ۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ بالکل
انسانوں کی طرح بات چیت کرتی تھی ۔ چینی اسے
بہت پیار سے رکھتا اور کسی وقت بھی علیحدہ نہ
ہونے دیتا ۔

کئی سال کے بعد اُسے دُور کے کسی شہر میں
جانے کا اِتّفاق ہُوا ۔ یہ جگہ اس کے اپنے گاؤں
سے زیادہ بارونق تھی ۔ سیر سپاٹے اور تفریح کے
لئے بہت سے باغ تھے ۔ چینی ان سب باغوں میں



گیا اور پرندے کو بھی ساتھ رکھا ۔ جو اِسے دیکھتا
حیران رہ جاتا اور اس کی بہت تعریف کرتا ۔
پھرتے پھراتے اُسے کئی دن گذر گئے ۔ اور اس
کی نقدی ختم ہوگئی ۔ اب تو وہ بہت پریشان ہُوا ۔
سوچنے لگا کہ واپس کیوں کر جاؤں اور یہاں رہوں
تو کیا کھاؤں ۔ ابھی وہ اسی حالت میں بیٹھا تھا کہ
چڑیا بولی ۔ ”میاں آپ پریشان کیوں ہیں؟“
چینی نے اُسے سب کچھ کہہ سُنایا ۔ چڑیا بولی ۔
اس میں گھبرانے کی کون سی بات ہے ۔ آپ مجھے بیچ
دیجئے اور نقدی لے کر گھر کا راستہ لیجئے ۔
چینی نے کہا ۔ ”یہ نہیں ہوسکتا ۔ مَیں تمہیں جان
سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں ۔ مَیں تمہیں کسی قیمت پر
نہیں بیچ سکتا ۔“
چڑیا بولی ۔ ”آپ فکر نہ کریں ۔ مَیں آج شام ہی کو
اُڑ کر فلاں درخت کے پاس آجاؤں گی اور پھر ہم

اکھٹے گھر چلیں گے"۔

یہ سُن کر چینی خوش ہو گیا۔ اور اسے لے کر
بازاروں میں گھومنے لگا۔ اِتفاق سے ایک امیر آدمی
کی نظر بھی اس پر پڑ گئی۔

پوچھا "یہ کیا ہے"؟

چینی "بولتی چڑیا"۔

امیر "کیا یہ بولتی ہے"؟

چڑیا "جناب میں بولتی ہوں اور خوب بولتی ہوں
آپ مجھے خرید لیجئے"۔

امیر یہ سُن کر بہت حیران ہُوا۔ اور پُوچھا "کتنی
قیمت ہے"؟

ابھی چینی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میں اسے کتنی
قیمت بتاؤں۔ چڑیا فوراً بول اٹھی "حضور! آپ دس
اشرفیاں اس کے حوالے کیجئے اور مجھے گھر لے چلئے"۔
امیر نے اسی وقت دس اشرفیاں نکال کر چینی



کے سامنے پیش کیں چینی نے خوش ہو کر اٹھا لیں اور
پنجرہ امیر کے حوالے کر دیا۔

امیر پنجرے کو لے کر خوش خوش گھر چلا۔ وہاں پہنچ کر
چڑیا کی خوب خاطر کی اور بہت دیر تک اس سے باتیں
کرتا رہا۔ چڑیا نے بھی امیر کا دل موہ لیا اور اس پر
ثابت کر دیا کہ پہلے آقا کی نسبت یہاں میں بہت
خوش ہوں۔

چند گھنٹوں کے بعد جب شام ہوئی تو چڑیا نے کہا "یہ
وقت میرے نہانے کا ہے۔ اب میں نہانا چاہتی ہوں"۔ امیر
نے اسی وقت نوکر کو حکم دیا کہ ایک صاف ستھرے برتن
میں پانی بھر کر لائے اور پنجرے میں رکھ دے۔

چڑیا نے کہا "حضور میں پنجرے میں کبھی نہیں نہاتی
باہر نکل کر نہاؤں گی"۔

امیر نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا تو چڑیا نے پانی
میں کئی غوطے کھائے۔ پھر فرش پر پھدکتی پھری۔ پَر جھاڑے

چڑیا اپنے آقا کی طرف جا رہی ہے

اور سکھانے کی کوشش کی۔ پھر قریب ہی درخت کی اُونچی ٹہنی پر بیٹھ گئی اور امیر سے باتیں کرتی رہی۔ کچھ دیر بعد بولی "خدا حافظ۔ اب مَیں جاتی ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ پُھر سے اُڑی اور غائب ہوگئی۔ امیر یہ دیکھ کر بہت سٹ پٹایا۔ اِدھر اُدھر نوکر بھیجے مگر کہیں بھی اس کا نشان نہ مِلا۔ چینی کی تلاش کی مگر اس کا بھی پتا نہ پایا آخر مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ اُدھر چڑیا سیدھی اپنے پہلے آقا کے پاس پہنچی اور اس نے اُسے کندھے پر بٹھا کر گھر کا راستہ لیا۔



# جادُو کا سانڈ

ایک بادشاہ کے ہاں تین لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک بہت خوبصورت تھی۔ یہ سب سے چھوٹی اور نیک تھی اور اس میں ذرا بھی غرور نہ تھا۔ بڑی دونوں بہت مغرور تھیں اور آٹھوں پہر اپنی ہی تعریفیں کرتی رہتی تھیں۔

ایک رات جب وہ اپنے محل میں لیٹی ہوئی تھیں تو ایک نے کہا۔ مَیں ایک ایسے خوبصورت شہزادے سے شادی کروں گی جس کا ثانی دُنیا میں کہیں نہ ہو۔ دوسری بولی مَیں ایک ایسے شہزادے سے بیاہ

کرائیں گی جو دُنیا میں سب سے زیادہ امیر ہو۔ تیسری
نے کہا" مَیں تمہاری طرح مغرور نہیں ہوں۔ کل صبح جو
بھی قلعہ کے دروازے پر سب سے پہلے آئے گا مَیں
اسی سے شادی کرالوں گی"۔

اِتفاق کی بات اگلی صبح جب قلعہ کا دروازہ کُھلا
تو باہر ایک سفید سانڈ کھڑا ڈکار رہا تھا۔ یہ دیکھ کر
اس کی بہنیں جو اس سے ہر وقت جلتی رہتی تھیں بہت
خوش ہوئیں اور کہا۔ لو اب اس سے شادی کرالو۔ چھوٹی
لڑکی نے کہا۔ ہاں مَیں اِسی سے شادی کراؤں گی۔
اِتنے میں سانڈ ڈکارا اور اس کی خوفناک آواز سے قلعہ
کی تمام دیواریں گونج اٹھیں۔ یہ دیکھ کر اس کی بہنیں
بھاگ گئیں اور محل کے کونوں میں جا چھپیں۔ بادشاہ نے
اپنی بیٹی کو بہتیرا سمجھایا مگر وہ نہ مانی اور اس کی شادی
سفید سانڈ سے ہوگئی۔

سانڈ اسے لئے لئے چلا۔ یہاں تک کہ وہ گھنے



جنگلوں میں پہنچ گئے۔ سانڈ برابر چلتا رہا اور لڑکی بھی
اس کے ساتھ ساتھ رہی۔ ہوتے ہوتے وہ ایک
قلعہ کے پاس پہنچے۔ سانڈ تھک کر ایک درخت کے
سایے میں بیٹھ گیا۔ شہزادی بھی اس کے قریب آ بیٹھی۔
کچھ دیر کے بعد شہزادی کی نظر سانڈ کے سر کی طرف جو
گئی تو اس نے کوئی چیز چمکتی ہوئی دیکھی۔ اٹھ کر قریب
ہوئی تو دیکھا کہ ایک میخ ہے۔ کھینچ کر باہر نکال لی میخ
کا باہر نکلنا تھا کہ سانڈ فوراً ہی ایک خوبصورت شہزادہ
بن گیا۔ شہزادی یہ دیکھ کر بے حد خوش ہوئی۔ اور اپنی
قسمت پر ناز کرنے لگی۔

کچھ دیر آرام کرنے کے بعد دونوں وہاں سے
اٹھ کر چلے اور قلعہ میں پہنچ گئے۔ قلعہ کے لوگ اُنہیں
دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ہاں مہمان رکھا۔
کافی رات تک ناچ اور گانے ہوتے رہے۔ آخر
سب تھک کر سو گئے۔ صبح جب شہزادی اٹھی تو

شہزادے کو نہ پایا۔ بہت پریشان ہوئی۔ تمام قلعہ میں
تلاش کیا مگر کہیں پتا نہ چلا۔ اس نے سوچا کہ میں اسے
ضرور تلاش کروں گی۔ یہ سوچ کر وہ قلعہ سے باہر آگئی
اور جنگل کا راستہ لیا۔

چلتے چلتے شام ہوگئی تو ایک اُونچے درخت پر
چڑھ کر دیکھنے لگی کہ شاید آس پاس کوئی جگہ ایسی ہو
جہاں رات بسر ہوسکے۔ دُور اُسے ایک دِیا جلتا
دکھائی دیا۔ بہت خوش ہوئی اور درخت سے اُتر کر
اُسی طرف چلنے لگی۔

کافی دُور چل کر وہ اس کے قریب آگئی۔ یہ گھر
ایک بڑھیا کا تھا۔ اس نے جو مکان کے باہر کسی کے
پاؤں کی آہٹ سُنی جھٹ باہر آگئی اور پوچھا۔

"کون ہے؟"

شہزادی نے کہا "غریب مسافر ہوں۔ خاوند کی تلاش
میں بھٹکتی ہوئی یہاں آپہنچی ہوں"۔



بُڑھیا نے کہا "آؤ اب یہیں آرام کرو۔ صبح
اُٹھ کر چلی جانا۔

لڑکی تو وہاں آئی ہی اسی لئے تھی۔ فوراً بڑھیا
کے ساتھ اندر چلی گئی۔ بُڑھیا نے اسے ناریل کا رس
پینے کو دیا اور چند کیلے کھانے کے لئے سامنے رکھے
جب شہزادی کا پیٹ بھر گیا تو بڑھیا نے کہا۔ "بیٹی
اب اپنا واقعہ بیان کرو"۔ شہزادی نے شروع سے
آخر تک تمام حالات سُنا دیئے۔ بُڑھیا کو اس پر بہت
رحم آیا اور کہا "یہاں سے پچاس کوس کے فاصلے پر
ایک قلعہ ہے۔ تم بغیر کسی ڈر کے اندر چلی جانا اور یہ
ناریل شہزادی کے سامنے پیش کرنا۔ وہ اسے دیکھتے ہی
پسند کرے گی اور تجھ سے لے کر کھالے گی۔ اس کے
بعد جو کچھ ہوگا خود دیکھ لینا"۔

اگلے دن شہزادی نے تین ناریل لئے اور قلعہ کی
طرف روانہ ہوگئی۔ کئی دن کے بعد وہ اس قلعہ تک

شہزادے نے اسے پہچان لیا



جا پہنچی - دیکھا کہ باجے بج رہے ہیں - کھانے پک رہے ہیں اور تمام قلعہ دُلہن کی طرح سجا ہُوا ہے - دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ شہزادے کی شادی ہونے والی ہے - اتنے میں شہزادہ اور شہزادی کی سواری آئی تو اس نے پہچان لیا کہ یہ وہی شہزادہ ہے جو مجھے بیاہ کر لایا تھا - وہ اس خیال سے کہ شہزادہ مجھے دیکھتے ہی پہچان لے گا بھیڑ کو چیرتی ہوئی سواری کے پاس گئی - شہزادے نے اُسے دیکھا مگر کوئی توجہ نہ کی - سواری قلعہ میں داخل ہو گئی تو شہزادی بھی ساتھ ساتھ اندر چلی گئی اور سیدھی محل میں جا پہنچی - وہاں پہنچ کر اس نے دربان کے ہاتھ تینوں ناریل اندر بھیجے - محل والی شہزادی انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور فوراً خرید لئے - اس کے بعد اس نے ایک ناریل تو اسی وقت کھا لیا اور باقی دوسرے دن کے لئے اٹھا رکھے - اگلے دن جب اس نے دونوں ناریل کھا لئے تو اس کے پیٹ میں ہلکا ہلکا درد

اٹھا۔ یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ اور شادی کے سب
انتظامات دھرے رہ گئے۔ دوسری شہزادی بھی اِس
انتظار میں تھی کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اسے جو اس کے
مرنے کی خبر پہنچی تو سمجھ گئی کہ اب شہزادے پر سے جادُو
کا اثر اُتر گیا ہوگا۔ وہ دربان سے اجازت لے کر
اندر گئی تو شہزادے نے اسے پہچان لیا اور اٹھ کر گلے
سے لگا لیا۔





پبلشر: ایم اکرام اللہ اہ بیگن روڈ لاہور
حجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل پرنٹر چھپی۔